

انعامات ترغیب میں بگاڑ کا باعث ہیں

اندرونی ترغیب سے مراد یہ ہے کہ ہم محض اس لیے کوئی کام انجام دیتے ہیں کیونکہ وہ سرگرمی بذات خود ہمارے لیے اہمیت رکھتی ہے یا ہم اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ جیسے کتابوں سے محبت کی خاطر مطالعہ کرنا، خوشی کے لیے مصوری کرنا، یا محض عقیدت کے تحت عبادت کرنا۔ اس کے برعکس بیرونی ترغیب یہ ہے کہ ہم بیرونی نتائج کے حصول کے لیے کوئی کام کریں۔ جیسے پیسہ، امتحان میں اچھے نتائج، داد و تحسین، یا سزا کا خوف کے لئے۔

چند مثالیں:

- ایک بانسری بچانے کا شوق رکھنے والا ابتدا میں موسیقی سے لگاؤ کی بنا پر ساز بجاتا ہے۔ جب لوگ تالیاں بجاتے ہیں، تو اس میں خارجی ترغیب کا ایک عنصر شامل ہو جاتا ہے۔ جب اس کے ساتھ پیسہ بھی جڑ جائے، تو یہ عمل مزید خارجی نوعیت اختیار کر لیتا ہے۔ لیکن جب بیرونی عوامل شرائط عائد کر دیں کہ "اس معاوضے کے بدلے روزانہ 9 سے 12 بجے تک بانسری بجانا ہوگی"۔ تو وہ خوشی ماند پڑ جاتی ہے اور یہ فن محض ایک مشقت بن کر رہ جاتا ہے۔
- ایک شوقیہ مصور اس صورت میں اپنے فن کا جنون کھو سکتا ہے اگر اس کی ہر تصویر معاوضے کی ادائیگی سے مشروط ہو جائے۔ یوں فن کا محور صلہ بن جاتا ہے، مصوری سے لگاؤ نہیں۔

تحقیق اور تجربہ دونوں یہ ثابت کرتے ہیں کہ مشروط انعامات داخلی ترغیب کو کمزور کر دیتے ہیں۔ جب لوگ محض بیرونی فائدے کے لیے کام شروع کرتے ہیں، تو وہ اکثر معیار پر سمجھوتہ کرنے لگتے ہیں، شارٹ کٹ تلاش کرتے ہیں اور کام میں حقیقی دلچسپی کھو دیتے ہیں۔

بیرونی ترغیب اندرونی ترغیب کو کمزور کر دیتی ہے

انعامات دراصل خارجی محرکات ہیں جو انسان کو باہر سے مہیا کیے جاتے ہیں۔ اگرچہ یہ عارضی طور پر رویے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں، لیکن اکثر یہ اس داخلی ترغیب کی بنیادیں کھو کھلی کر دیتے ہیں جو حقیقی دلچسپی، تخلیق اور نشوونما کو برقرار رکھتی ہے۔

جب کوئی شخص داخلی طور پر متحرک ہوتا ہے، تو وہ دلچسپی، تجسس، خوشی یا کسی مقصد کے تحت عمل کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، ایک بچہ کہانی کی کتاب اس لیے پڑھ سکتا ہے کیونکہ اسے مہم جوئی پسند ہے، یا وہ ڈرائنگ کی مشق اس لیے کرتا ہے کیونکہ یہ اسے مسرت بخشتی ہے۔

لیکن جیسے ہی اس عمل میں انعامات شامل ہوتے ہیں۔ مثلاً "30 منٹ مطالعہ کرو تو تمہیں آکس کریم ملے گی"۔ تو توجہ عمل کی خوشی سے ہٹ کر نتیجے کے انتظار پر مرکوز ہو جاتی ہے۔ اب مطالعہ مہم جوئی کا نام نہیں رہتا، بلکہ اس کا مقصد محض ایک بیٹھے کا حصول بن جاتا ہے۔

مثال: وہ طلبہ جو کبھی ریاضی کے سوال حل کرنے سے لگاؤ رکھتے تھے، اپنی فطری امینگ اس وقت کھو دیتے ہیں جب ان کے ہر کام کی درجہ بندی اور نمبر لگانا شروع ہو جاتا ہے۔ حل کرنے کی خوشی، امتحانی نمبروں کی فکر میں گم ہو کر رہ جاتی ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ، وہ سرگرمی اپنی قدر کھو دیتی ہے: "اگر مجھے اس کا کچھ صلہ نہیں مل رہا، تو میں زحمت ہی کیوں کروں؟"

یہ مظہر ریان اور ڈیسی (Ryan & Deci) کی تحقیق میں اچھی طرح سے دستاویزی شکل میں موجود ہے کہ: بیرونی محرکات اندرونی محرکات کو ختم کر دیتے ہیں۔

توجہ عمل سے ہٹ کر نتیجے پر منتقل ہو جاتی ہے

اندرونی ترغیب ان سرگرمیوں میں پروان چڑھتی ہے جن کا تعلق خود عمل سے ہو۔ جیسے سیکھنا، خود سازی، فنی اظہار، صحت مند طرز زندگی، عبادت یا جسمانی ورزش۔ ان میں انعام اس کام کو کرنے میں ہی پوشیدہ ہوتا ہے، نہ کہ آخر میں کچھ حاصل کرنے میں۔

خارجی محرکات اس صورت حال کو الٹ دیتے ہیں: کام ایک بوجھ بن جاتا ہے، جسے صرف انعام کی خاطر یا سزا کے ڈر سے برداشت کیا جاتا ہے۔

مثال: ایک شخص تو انا اور صحت مند محسوس کرنے کی خوشی کے لیے ورزش شروع کر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ کسی دوسرے سے تعریف ("تم نے وزن کم کر لیا ہے!") یا سماجی پذیرائی کے پیچھے بھاگنا شروع کر دے، تو اندرونی اطمینان کم ہو جاتا ہے۔ جیسے ہی تعریف ملنا بند ہوتی ہے، کام کرنے کا جذبہ دم توڑ دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ خارجی محرکات ان شعبوں میں خاص طور پر نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں جو صبر، استقامت اور عمل سے محبت کا تقاضا کرتے ہیں۔ جیسے سائنس، تحریر، روحانی بالیدگی یا ذاتی ترقی۔

جذبہ اور تخلیق میں رکاوٹ

جذبہ اس وقت تک برقرار رہتا ہے جب لوگ فیصلے کے خوف یا بیرونی دباؤ کے بغیر کھوج لگانے، تجربہ کرنے اور ڈوب کر یا محو ہو کر کام کرنے میں آزاد محسوس کریں۔ انعامات اور سزائیں محدود اہداف پیدا کرتی ہیں: "یہ حاصل کرنے کے لیے وہ کرو۔"

مثال: ایک فنکار جو ذاتی خوشی کے لیے مصوری کرتا ہے، وہ نئے اسالیب، رنگوں اور تکنیکوں کو آزادانہ طور پر آزما رہا ہے۔ لیکن جب مصوری کا مقصد فروخت کرنا یا مقابلے جیتنا بن جائے، تو اس کی تخلیقی صلاحیت صرف ان چیزوں تک محدود ہو جاتی ہے جو جوں یا خریداروں کو پسند ہوں۔

اسی طرح، وہ بچے جن کی تعریف صرف اعلیٰ نمبروں پر کی جاتی ہے، وہ ان مشکل مضامین سے کترانے لگتے ہیں جن میں ناکامی کا خدشہ ہو، یوں ان کا فطری تجسس دب کر رہ جاتا ہے۔ اس طرح خارجی ترغیب تلاش و جستجو کے راستے مسدود کر دیتی ہے اور جذبے کی جگہ محض "حکم کی تعمیل" لے لیتی ہے۔

بیرونی توثیق پر انحصار

جب لوگ خارجی محرکات پر تکیہ کرنے لگتے ہیں، تو وہ کسی بھی عمل کے لیے بیرونی منظوری، انعام یا پہچان کے محتاج ہو جاتے ہیں۔ یہ چیز خود مختاری کے بجائے انحصاری کو تقویت دیتی ہے

مثال: وہ طالب علم جو صرف تعریف کی صورت میں پڑھتا ہے، وہ آزادانہ طور پر مطالعہ کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اسی طرح کام کی جگہوں پر باشعور افراد بھی "سٹائش کی لذت" کا شکار ہو جاتے ہیں، جہاں ان کی کارکردگی کا انحصار داخلی لگن کے بجائے محض پہچان حاصل کرنا ہو جاتا ہے۔

یہ انحصار دیانت داری کو نقصان پہنچاتا ہے: اعمال کی رہنمائی اس بات سے نہیں ہوتی کہ کیا صحیح یا با مقصد ہے، بلکہ اس سے ہوتی ہے کہ کس کام سے پذیرائی ملے گی۔

بے چینی اور ناکامی کا خوف

خارجی محرکات کے معاملے میں، "انعام" کا دوسرا رخ ہمیشہ "سزا" ہوتا ہے۔ جب نتائج عمل سے زیادہ اہم ہو جائیں، تو ناکامی کا خوف سر پر منڈلانے لگتا ہے۔

مثال: اگر کسی بچے کو ہر کامیابی پر انعام دیا جائے، تو اسے ناکامی ایک تباہی محسوس ہوتی ہے۔ نہ صرف انعام چھین جانے کا دکھ ہوتا ہے، بلکہ اسے شرمندگی کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔

وقت کے ساتھ ساتھ ایسے بچے خطرات مول لینے، چیلنجز قبول کرنے یا مشکل مضامین پڑھنے سے گریز کرتے ہیں کیونکہ ناکامی کی قیمت انہیں بہت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ یوں خارجی ترغیب خطرات سے بچنے کے رجحان کو فروغ دیتی ہے، جو نشوونما کے لیے ضروری "استقامت" کی ضد ہے۔

طویل مدتی استقامت کو کمزور کرنا

خارجی ترغیب فطری طور پر قلیل مدتی ہوتی ہے۔ جیسے ہی لالچ یا خوف ختم ہوتا ہے، وہ رویہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

مثال: ایک ملازم جو صرف بونس کے لیے سخت محنت کرتا ہے، بونس ہٹنے ہی کام چوری شروع کر سکتا ہے۔ ایک بچہ جو اسٹیکرز کے حصول کے لیے پڑھتا ہے، چارٹ بھرتے ہی پڑھنا چھوڑ دیتا ہے۔

اس کے برعکس، داخلی ترغیب عادات اور مستقل مزاجی پیدا کرتی ہے— کیونکہ اس کا انعام اندرونی ہوتا ہے۔

اخلاقی رویے پر منفی اثرات

جب لوگ بنیادی طور پر بیرونی انعامات کے لیے کام کرتے ہیں، تو ان کے فیصلوں کی اخلاقی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔

مثال: ایک بچہ جھوٹ بولنے سے اس لیے گریز کر سکتا ہے کہ "والد مجھے سزا دیں گے"، نہ کہ اس لیے کہ "سچ بولنا ضروری ہے"۔

بڑے ہو کر ایسے افراد اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ "اگر میں یہ کروں گا تو مجھے کیا ملے گا؟" بجائے اس کے کہ وہ یہ سوچیں کہ "صحیح کام کیا ہے؟" یہ لین دین والی ذہنیت دیانتداری کو زنگ لگا دیتی ہے اور حقیقی اخلاقی ذمہ داری کی بنیادوں کو کمزور کر دیتی ہے۔

داخلی تعمیر میں ناکامی

کسی انعام یا سزا کے "کارگر" ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ شخص کو اس عمل سے زیادہ قیمتی (یا تکلیف دہ) محسوس ہو۔ اس نازک توازن کا مطلب یہ ہے کہ محرک کو مؤثر رہنے کے لیے مسلسل بڑھنا پڑتا ہے— بڑا انعام یا سخت سزا۔

لیکن یہ عمل اس گہرے مقصد کو کھو دیتا ہے جو اعمال کے اندرونی معنی کو سمجھنا اور تشکیل دینا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ لوگ سچائی، انصاف یا ہمدردی کی قدر محض ان کی اپنی اہمیت کی بنا پر کریں۔

مثال: اگر ایک بچہ صرف نمانی کے لیے سچ بولتا ہے، تو جیسے ہی نمانی کی کشش ختم ہوگی وہ سچائی کو چھوڑ دے گا۔ حقیقی دیانت تب آتی ہے جب سچائی کو بذات خود درست سمجھا جائے— خواہ اس کی قیمت پذیرائی یا آرام کی قربانی ہی کیوں نہ ہو۔

ایسی داخلی بنیادوں کو پروان نہ چڑھانا نہ صرف ترغیب کو کمزور کرتا ہے، بلکہ کردار کو بھی بگاڑتا ہے۔ لوگ اصول پسند زندگی اپنانے کے بجائے نفع و نقصان کا حساب لگانا سیکھ جاتے ہیں۔

حاصل کلام: خارجی ترغیب سے کیوں بچا جائے

خارجی محرکات اس لیے مؤثر معلوم ہوتے ہیں کیونکہ وہ فوری نتائج لاتے ہیں۔ تاہم، بیرونی سطح کے نیچے یہ الٹا نقصان پہنچاتے ہیں: یہ داخلی ترغیب کو ختم کرتے ہیں، توجہ کو عمل سے ہٹا کر نتیجے پر لاتے ہیں، جذبے کو دباتے ہیں، محتاجی پیدا کرتے ہیں، ناکامی کا خوف بیدار کرتے ہیں اور اخلاقی دیانت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

ان تمام مقاصد کے لیے جو گہرائی، صبر اور خلوص کے متقاضی ہیں— جیسے سیکھنا، تخلیق، صحت، روحانیت اور تعلقات— خارجی محرکات نہ صرف ناکافی ہیں بلکہ رکاوٹ بھی ہیں۔

متبادل یہ ہے کہ داخلی ترغیب کی آبیاری کی جائے: کسی فائدے کے بغیر سیکھنے کی خوشی، صحیح کام کرنے کا طمینان، محنت پر فخر اور وہ معنی اور مقصد کا شعور جو ہمیں اس وقت بھی تھامے رکھے جب کوئی ہمیں نہ دیکھ رہا ہو۔